سید خالد احمد بنوری' پشاور

ماموں جان کی یاد

آج جید عالم دین، عبادت گذار، پارسا، ہمدرد و مخلص، سچے عاشق رسول، برتر و بزرگ ہستی ہم میں موجود نہیں' یہ دین متین کے جاں نثار ہم سے بچھڑ گئے۔ سالارِ ختم نبوت چل بسے' فیض وعرفان کا سورج غروب ہوگیا' خیر و برکت کی شمع بجھ گئی' حکمت و دانائی کا باب ختم ہوگیا' ان کی جدائی سے ہمارے دل غم سے چور ہیں' ذہنوں پر ویرانی چھائی ہوئی ہے' ہر فرد آہ و بکاہ سے دوچار ہے' اس عظیم نقصان کی تلافی دکھ درد سے نہیں، غم سے نہیں، اس دار فانی سے رسول اکرم ﷺ رخصت ہوئے۔ آخر بقا کس چیز کو ہے۔ دنیا خود بھی فانی۔ اس کے بسنے والے بھی فانی۔ **کل من علیھا فان** لیکن اسی طرح کے مرد مومن کے کارنامے رہتی دنیا تک قوم کے لئے مشعل راہ ہوتے ہیں' ان کی پوری زندگی جہد مسلسل اور جہاد فی سبیل اللہ سے عبارت تھی' ان کے ارشادات ونگارشات، ان کی تصنیف وتالیف قوم کے لئے فلاح و بھلائی ونجات کا پیغام ہیں' ان کا یہ نیک کردار ہمارا رہنما ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آپ کی ذات گرامی سب کے لئے سایہ رحمت تھی' ہم سمجھ رہے تھے کہ ان کے رحلت فرمانے سے ہمیں بے انتہاء صدمہ پہنچا ہے' لیکن جو تعزیتی تار وخطوط آئے ہر ایک اپنی جگہ غمگین ورنجیدہ تھا' افسردگی اور پریشانی ان کے دامن گیر نظر آئی۔ اکثر نے لکھا تھا کہ ہمیں اتنا صدمہ پہنچا ہے کہ آپ لوگ ہمیں تعزیت کریں۔ والد صاحب کے ایک دوست نے ''دیر'' سے تحریر کیا: اگر مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی جگہ میرا انتقال ہوجاتا تو بہتر ہوتا' اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی وفات ہر ایک کے لئے عظیم سانحہ تھی' ملک وملت کی رہنمائی کے لئے آپ کی بے حد ضرورت تھی' لیکن خالق حقیقی نے جلد اپنے نیک وصالح بندے کو اپنے پاس بلا لیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

ماموں جان کی شخصیت بے شمار خوبیوں اور نیک خصائل سے مرصع تھی۔ محترمہ والدہ فرماتی ہیں کہ: سید بنوری رحمۃ اللہ علیہ ابتداء ہی سے رحم دل تھے اور بچوں پر بے انتہاء شفقت فرماتے تھے' کئی مرتبہ محلّہ کے میلے کچیلے بچوں کو گھر لے آتے اور ان کو صاف ستھرا کر کے پیسے ٹکے دے کر رخصت فرماتے۔ آپ کی طبیعت میں سادگی کے ساتھ پاکیزگی اور نفاست پسندی تھی۔ محترمہ والدہ فرماتی ہیں کہ: بچپن میں آپ کے پہناوے کم قیمت ضرور ہوتے، لیکن نہایت اجلے اور صاف ہوتے' زندگی میں کبھی بھی آپ کو میلے کچیلے کپڑوں میں نہیں دیکھا گیا' حتیٰ کہ آپ جس جگہ تشریف فرما ہوتے تو قالین یا دری پر چند بکھرے ہوئے تنکے بھی طبیعت پر بوجھ و ملال کا باعث بنتے۔ جب تک صاف نہ کر لئے جاتے، طبیعت کو چین نہ آتی۔ صفائی کے ساتھ ساتھ آپ خوش ذوق اور منتظم مزاج تھے' آپ کی اپنی ضرورت کی چیزوں کا رکھ رکھاؤ اور ہر چیز کے لئے جگہ کی تخصیص قابل تعریف تھی۔ اگر کوئی کھانے کے بعد خالی پانی سے چکنے ہاتھ دھو کر تولیہ سے صاف کرتا تو آپ پسند نہ فرماتے۔ ارشاد فرماتے: ہاتھ دھونے اور صاف کرنے کے لئے صابن ہے، تولیہ صرف سکھانے کے لئے ہے۔ اسی طرح آپ ہر کام میں حسن و سلیقہ پسند فرماتے' آپ نہایت خدا ترس اور درد مند دل کے مالک تھے' سائل و نادار کو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ فرماتے' بساط کے مطابق اعانت فرماتے۔ ایک مرتبہ پشاور میں آپ کے بڑے ماموں صاحب نے آپ کی ضروریات کے پیش نظر ایک نیا کمبل دیا' آپ نے دوسرے دن راستہ میں یہ کمبل ایک فقیر کو دے دیا' حالانکہ آپ خود نہایت ضرورت مند تھے اور اس وقت تنگ دستی کی حالت میں زندگی بسر کر رہے تھے۔ اور گھر میں آ کر فرمایا کہ: فقیر کو مجھ سے زیادہ ضرورت تھی۔

اسی طرح آپ کسی سفید پوش کو غربت و افلاس میں پاتے تو در پردہ اس کی ضرورت پوری فرماتے اور پھر آپ اس سے مطمئن ہو کر بے حد محظوظ ہوتے۔

مہمان نوازی میں اپنی مثال آپ تھے' مہمان کی آمد پر حد درجہ مسرور ہوتے' انہیں نہایت پیار سے کھلاتے اور ان کے ہر آرام و آسائش کا خیال رکھتے اور اپنا قیمتی وقت ان کے ساتھ گذارتے۔

آپ نہایت شگفتہ مزاج، شیریں کلام اور ہر دلعزیز تھے' ہر ایک کی بات توجہ سے سنتے اور پورا جواب ارشاد فرماتے۔ گو آپ خود خوبیوں کے مخزن و منبع تھے' لیکن اگر کسی میں کوئی خوبی دیکھتے تو ضرور اس کی تعریف فرماتے۔ چاہے کوئی عالم جیّد ہو یا کوئی مفتی افتاء میں قابل ہو یا کوئی انتظام کا سلیقہ رکھتا ہو یا کوئی ہنر میں باکمال ہو۔ الغرض جس میں کوئی خوبی پائی جاتی، حوصلہ افزائی فرماتے' مخاطب اس سے بے حد خوش ہوتا اور اپنا کام دلچسپی و انہماک سے کرتا۔

آپ ہر جابر حکمران کے سامنے بلاخوف وخطر حق کی آواز بلند کرتے۔ بھٹو صاحب کے دور حکومت میں ان

کی غلط پالیسیوں پر وقتاً فوقتاً اپنے اداریہ بصائر وعبر میں تعمیری تنقید کی اور ہر وقت اسلامی تعلیمات کی تلقین کی۔

اسی طرح ایوب خان کے دورِ حکومت میں سابق صدر ایوب کو طویل تاروں کے ذریعے اپنی قیمتی رائے اور زریں خیالات سے آگاہ کرتے رہے، خط اس خیال سے نہیں بھیجتے تھے کہ راستے میں کہیں ضائع نہ ہو جائے۔

آپ جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، آپ کی پروقار شخصیت، بہترین وضع، وجیہہ صورت اور منور چہرہ، مجمع کو رونق بخشتا' آپ کی ظاہری شان وعظمت اور جاہ وجلال سے وہ تمام خصوصیات ٹپکتی تھیں کہ آپ بہترین صلاحیتوں کے مالک جید عالم دین اور مجسمہ اخلاق ہیں۔

ایامِ شباب میں جب آپ کو رقم کی انتہائی ضرورت تھی اور گذر اوقات مشکل تھا، اس وقت آپ والد محترم کی خواہش پر مولوی فاضل کا امتحان پاس کر چکے تھے' آپ نے بڑے ماموں صاحب کے اصرار پر نوکری کی درخواست دے دی اور وہاں دفتر میں جا کر کہا کہ: یہ درخواست میں نے ماموں صاحب کی دلچسپی پر دی ہے' تاکہ وہ ناراض نہ ہوں اور میں سرکاری ملازمت کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔ اس وقت سے وہ روشن دماغ، بلند ارادوں اور اعلیٰ وارفع سوچ وتدبر کے مالک تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ: یہ ملازمت انگریزوں کی غلامی ہے' اس سے انسان کی مذہبی سرگرمیاں محدود ہو کر رہ جاتی ہیں اور آزادانہ کردار کی ادائیگی سے محروم ہو کر رہ جاتا ہے' اور انہیں نہ تو بہتر صلاحیتوں کے ابھرنے اور نہ پھلنے پھولنے کا موقعہ ملتا ہے۔ اور بڑے سے بڑے عہدہ سے عالم دین کا مقام بلند ہوتا ہے اور ان کی زندگی قوم وملت کی رہنمائی اور خدمت کے لئے وقف ہوتی ہے۔

اسی طرح آپ نے زندگی میں ہر فرقہ باطلہ کا ڈٹ کا مقابلہ کیا اور ہر طرح خدمت کی۔ پرویزیت، قادیانیت وغیرہ کے متعلق کتب اور پرمغز لٹریچر شائع کر کے قوم کو علم وآگہی سے ہمکنار کیا۔

مسئلہ تحفظ ختم نبوت کے سلسلہ میں آپ کی قربانیاں بے مثال ہیں' اور مجلس عمل کا قیام قوم کے لئے ایک نیک فال تھا۔ آپ کی سربراہی پر تمام مکاتب فکر کے علماء کا اتفاق آپ کے لئے ایک بہت بڑا اعزاز اور سرمایہ افتخار تھا' پھر جس حسن وخوبی اور تدبر سے اس عظیم مقصد کی قیادت نبھائی وہ آپ ہی کی کرامت تھی۔ آپ نے اپنے ناتواں جسم کا بھی خیال نہ رکھا اور ضعیفی کی حالت میں بھرپور کام کیا۔ پھر بہت جلد اللہ تبارک وتعالیٰ نے فتح مبین عطا کی۔ اس طرح ہم سب مسلمانوں کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی اور یوں یہ عظیم مقصد تکمیل کو پہنچا' یہ قوم پر آپ کا بہت بڑا احسان ہے، جسے فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ آپ کی ذات گرامی ایسی اوصافِ جلیلہ سے آراستہ و مزین تھی، جو بہت کم لوگوں میں دیکھنے میں آئی ہوگی۔

دنیا میں بڑی بڑی شخصیتوں سے مل چکے تھے' لیکن آپ کسی سے مرعوب نہیں ہوئے' آپ اپنا مافی الضمیر کھل کر اور مطمئن لہجے میں سمجھا دیتے تھے' آپ کی شخصیت اتنی جاذب اور پراثر تھی کہ زندگی میں جن کی

ملاقات آپ سے ہوجاتی وہ آپ کا گرویدہ اور جانثار بن جاتا۔

تقریر کے سلسلہ میں نہ صرف دینی مدارس کے طلباء آپ کے مداح تھے‘ بلکہ کالج اور یونیورسٹی کے طلباء آپ کی تقریر کے خواہش مند اور مشتاق نظر آتے تھے‘ آپ ان کو معلومات جدیدہ سے سمجھاتے اور عقلی دلائل کا انبار لگاتے‘ یہاں تک کہ نباتات اور حیوانات کے متعلق تفصیلات اور اس میں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی کارفرمائیاں بیان فرماتے‘ جس سے طلباء کے عقائد و اذہان میں پختگی آجاتی اور وہ مذہب سے قریب تر ہوجاتے۔

اول: آپ کو رسول مقبول ﷺ کی ذات مبارک سے والہانہ عشق تھا‘ آپ نے زندگی کا بیشتر حصہ علوم دینیہ واحادیث نبوی ﷺ کے حصول اور پھر تدریس وتبلیغ اور اس کے بعد تحقیق وترویج میں گذارا۔

دوم: آپ نے زندگی کے ہر پہلو میں رسول اکرم ﷺ کے افعال کی پیروی کی۔

سوم: آپ اکثر رسول اللہ ﷺ کے ایصال ثواب کے لئے عبادات وخیرات کرتے رہے۔اسی طرح ہر سال قربانی اور بے شمار عمرے ان کے حق میں کئے۔

چہارم: زندگی میں آپ نے وصیت تحریر کی تھی کہ روضہ مبارک کا غبار میری آنکھوں میں لگادینا۔روضہ اقدس کے دیئے کا تیل میری داڑھی پر چھڑکنا اور روضہ پاک کے غلاف کا ٹکڑا میرے کفن میں سینہ پر سی دینا اور خانہ کعبہ کی چھت کی لکڑی تین سو سال پرانی‘ قبر میں رکھنے کو کہا تھا۔ یہ سب چیزیں آپ نے ڈبہ میں محفوظ رکھی تھیں‘ آپ کی وصیت کے مطابق کام میں لائی گئیں۔ یہ حب رسول کی معراج تھی۔

آپ جب تلاوت کلام پاک سنتے تو بے حد حلاوت محسوس کرتے اور اکثر شدت جذبات سے آبدیدہ ہوجاتے اور آپ بیس سے زائد حج اور ان گنت عمروں کی سعادت سے بہرہ ور ہوئے تھے۔

آپ دنیاوی طمع وحرص سے بے حد نفرت فرماتے‘ اکثر کوئی امیر آدمی خرچ کم اور دولت کا ارتکاز زیادہ کرتا اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرتا‘ آپ فرماتے کہ: اس کی مثال بینک کے ایک محافظ کی ہے‘ جو دولت پر پہرہ دیتا ہے‘ لیکن خود خرچ کرنے سے قاصر ہو‘ ایسے امیر کی یہ دولت یونہی رہ جائے گی۔

اساتذہ میں آپ کو استاذ المکرّم‘ محقق عصر حضرت مولانا انور شاہ سے قلبی تعلق تھا‘ مجلس میں جب بھی ان کا ذکر آتا آپ گھنٹوں ان کی تعریف میں رطب اللسان رہتے‘ ان کی حیات میں آپ نے بے لوث خدمت کی اور متعدد سفروں میں ان کے ساتھ رہے۔ مسئلہ تحفظ ختم نبوت ان کی زندگی کا مقدس مشن تھا جو ان کے تلمیذ خاص کے ہاتھوں تکمیل کو پہنچا‘ ہر لحہ آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے انعامات واحسانات کا شکر بجالاتے تھے‘ عبادت نہایت خضوع وخشوع سے ادا فرماتے‘ زندگی کے آخری حصے تک عبادت میں کمی نہیں آنے دی۔ رمضان المبارک میں

آپ خصوصی خوش الحان حافظ کا انتظام فرماتے اور ان کے پیچھے تراویح ادا فرماتے۔ حیرانی ہوتی کہ باوجود گھٹنوں کے درد و تکلیف کے آپ گھنٹوں کھڑے رہتے' اس سے نہایت لطف محسوس کرتے اور راحت نصیب ہوتی۔

ممالک عربیہ سعودی عرب، مصر، لیبیا اور شام میں بڑی بڑی مجالسِ دینیہ اور محافلِ مذہبیہ کو آپ نے علمی تبحر و بصیرت، ذکاوت و ذہانت اور دانش و فراست سے تابانی بخشی اور پاکستان کی نمائندگی کر کے ملک کا وقار بلند کیا' یہ ممالک مستقل طور پر آپ کو بڑی بڑی کانفرنسوں میں بلاتے اور آپ سے علمی استفادہ حاصل کرتے۔ حکومت وقت نے آپ کے مقام کو پہچان لیا اور آپ کی اہلیت و قابلیت سے قوم کے بیڑے کو اسلام کے منور اور درخشندہ کنارے تک پہنچانے کا عہد کیا۔

بڑی قدر و منزلت اور عزت و افتخار کے ساتھ اسلامی نظریاتی کونسل میں شمولیت کی استدعا کی' آپ کے دل میں پہلے یہ تڑپ موجود تھی کہ اس ملک میں کب نظام مصطفیٰ رائج ہوگا اور قوم کا ہر قول و فعل کس طرح اسلام کے زریں اصولوں سے ہم آہنگ ہو جائے گا' اس لئے انہوں نے یہ ذمہ داری قبول فرمائی اور اسلامی نظریاتی کونسل کی کامیابی اور کامرانی کے لئے دن رات محنت کی' تاکہ مدتوں کی صادق خواہش اور مقدس آرزو پوری ہو سکے' اس لطف و نشاط میں انہوں نے بیرون ملک مصروفیات ملتوی کر دیں' آپ نے ذاتی صحت کی پرواہ نہ کی اور چھ چھ گھنٹے تک مسلسل کام کیا' حالانکہ آپ کے معالج نے آپ کو ایسا کرنے سے منع کیا تھا' آخر اس عظیم مذہبی اور ملی فریضہ کی ادائیگی کے دوران داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کے مرقد پر نزولِ رحمت و انوار کرے۔ آمین۔

> ''حضرت رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو تمام انبیاء سابقین و ملوک صالحین و عابدین کے کمالات کا وارث بنایا گیا اور ایسی جامعیت عطا فرمائی کہ تمام مناصب اصلاح خواہ دعوت و تبلیغ کے ہوں یا جہاد و قتال کے یا نظم مملکت کے، آپ کی ذات بابرکات میں خود جمع کر دیئے تھے۔ بیک وقت آپ داعی الی اللہ بھی تھے اور حاکم اعلیٰ بھی اور قائد جیوش بھی۔ آپ کے خلفاء راشدین بھی آپ کی صفات کمال کے صحیح جانشین تھے۔''
> (بصائر و عبر۔ رمضان المبارک ۱۳۸۸ھ)